سلسلۂ تقاریر الٓمّٓ

سُورۃ جَاثیہ

مقرر : ڈاکٹر اسرار احمد

السلام علیکم! احمدہ و اصلی علی رسولہ الکریم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝
اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَفِيْ
خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝
وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ
رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ
الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ آمنت باللہ وصدق اللہ
العظیم ۝

سلسلہ حوامیم کی سورتوں کا آخری جوڑا سورہ جاثیہ اور سورہ احقاف پر مشتمل ہے ان دونوں سورتوں کے مابین لفظی اور معنوی دونوں اعتبارات سے بعض نہایت نمایاں مشابہتیں موجود ہیں - سورہ جاثیہ ۲۵ ویں پارہ کی آخری سورت ہے اور اس میں ۳۷ آیات ہیں - سورہ احقاف ۲۶ ویں پارے کے ربع اول پر پھیلی ہوئی ہے اور ۳۵ آیات پر مشتمل ہے - دونوں کا آغاز ہوتا ہے - حٰمٓ سے - اور پھر دونوں میں ایک سی آیت وارد ہوئی ہے -

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝

اس کتاب یعنی قرآن مجید کا نزول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بطرز تنزیل

ہے اس اللہ کی جانب سے جو العزیز بھی ہے الحکیم بھی - زبردست بھی ہے اور کمال حکمت والا بھی -

اس کے بعد سورۂ جاثیہ میں توحید اور معاد کے بعض دلائل بیان دیئے ہیں اور آیات آفاق وانفس سے ان دونوں بنیادی اعتقادات کو مبرہن کیا گیا ہے - اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے -

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ

یہ اللہ کی نشانیاں ہیں - یعنی اللہ کی کچھ نشانیاں تو وہ ہیں جو آفاق میں بھی ہیں اور تمہارے اپنے باطن میں بھی موجود ہیں - جس کی طرف اشارہ تھا سورہ حٰم السجدہ کی آخیر کی آیت میں :

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ

یہ اللہ کی وہ آیات ہیں جو اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ کو سنا رہے ہیں حق کے ساتھ " اس سے متصل فرمایا :

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ (آیت ٦)

تو اب یہ لوگ ، یہ قریش ، یہ اہل عرب یہ دنیا والے اللہ کی باتوں کے بعد اور اللہ کے اتارے ہوئے کلام کے بعد آخر کس چیز پر ایمان لائیں گے ؟ یہ اور کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں - ؟ اس کے بعد آیات نمبر ١٦ اور ١٨ میں ایک عظیم حقیقت کی طرف اشارہ ہے - اور وہ یہ کہ سلسلۂ رسالت اور نبوت ایک سنہری زنجیر ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پھیلی ہوئی ہے - تمام انبیاء و رسل اس سلسلۃ الذہب اس سنہری زنجیر کی کڑیاں ہیں -

ان سورتوں میں بالخصوص حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بار بار آیا ہے چنانچہ یہاں بھی ارشاد ہوتا ہے -

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۚ

(آیت ۱۶)

اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب بھی عطا فرمائی حکمت سے بھی نوازا نبوت سے بھی سرفراز فرمایا اور ان کو بڑا پاکیزہ رزق عطا فرمایا۔ ان کو تمام جہانوں پر فضیلت عطا کی۔

بنی اسرائیل کا یہ ذکر کرنے کے بعد اور اس سلسلے کے انبیاء و رسل کے اس اجمالی تذکرے کے بعد آیت نمبر ۱۸ میں اب ذکر ہوتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت و رسالت کا چنانچہ آنحضورؐ ہی سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے

ثُمَّ جَعَلْنٰکَ عَلٰی شَرِیْعَۃٍ مِّنَ الْاَمْرِ

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس بنی اسرائیل کے سلسلہ نبوّت اور رسالت کے اختتام پا جانے کے بعد (حضرت عیسٰی علیہ السلام اس سلسلہ کی آخری کڑی تھے۔) اب ان کے بعد امر دینی میں ہم نے آپ کو ایک منہاج اور شریعت عطا فرمائی، اور آپ کو اس پر مبعوث فرمایا۔

فَاتَّبِعْھَا وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

تو آپ اب اس کی پیروی کیجئے۔ پوری یکسوئی کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ اس پر جمے رہیئے۔ آپ لوگوں کے اعراض اور انکار سے دل برداشتہ نہ ہوں۔ لوگوں کے تمسخر اور استہزاء سے کوئی تاثر نہ لیں۔ بلکہ پورے یقین کے ساتھ ایمان کامل کے ساتھ جو وحی آپ پر کی جا رہی ہے۔ جو شریعت اب آپ پر نازل کی جانے والی ہے، اس کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھیئے۔

اس کے بعد نوع انسانی کی ہدایت وضلالت کے اہم مراحل آئے ہیں۔ مثلاً ایک عظیم آیت وارد ہوتی ہے آیت نمبر ۲۳ اور اس میں الفاظ آئے ہیں۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوَاهُ

اے نبیؐ! کیا آپ نے دیکھا اس شخص کو (اور یہاں دیکھنے سے مراد ہے کیا آپ نے اسکی حالت پر غور فرمایا) جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا لیا۔

یہ ایک بڑی دردناک حقیقت ہے کہ نوع انسانی کی ایک عظیم اکثریت اپنے نفس اور حرص و ہوا ہی کی بندگی کرتے ہوئے زندگی بتا دیتی ہے۔ اس سے بلند تر کوئی جذبہ اس سے اعلیٰ تر کوئی نصب العین اکثر و بیشتر انسانوں کے سامنے آتا ہی نہیں ہے۔ نفس امارہ کے اشارے اور انسان کے BASER SELF جسے جدید نفسیات میں LIBIDO سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کے احکام کے سامنے اکثر و بیشتر انسان دست بستہ کھڑا رہتا ہے اور انہی کی تکمیل میں اپنے تمام تر افعال اپنی تمام تر صلاحیتیں اپنی بیشتر استعدادلت صرف کر دیتا ہے۔ اس میں ایک انتہا تو وہ ہے جس میں کوئی شخص کھلم کھلا خدا کا انکار کرے اور اس کے لئے واقعتاً سوائے اپنے نفس کے کوئی اور معبود رہ ہی نہ جائے لیکن ہمارے لئے بھی ایک لمحہ فکریہ ہے۔ ہم بحمد اللہ و فضلہ مسلمان ہیں۔ اللہ کے ماننے والے ہیں۔ اور کم از کم بظاہر لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرنے والے اور اس پر اعتقاد رکھنے والے ہیں۔ اگر ہم اپنے گریبانوں میں جھانکیں تو محسوس ہوگا کہ ہم میں سے اکثر و بیشتر کا حال بھی یہی ہے کہ اگرچہ زبان پر لا الٰہ الا اللہ ہے لیکن حقیقتاً ہم بھی نفس کی بندگی میں مصروف ہیں۔ اسی کے احکام اور اسی کے اشارے ہیں کہ جن پر ہم دن رات حرکت کرتے رہتے ہیں، اور اس میں ہم اللہ کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر لیتے ہیں۔ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کر دیتے ہیں اور یہ معاملہ ہمارے لئے بھی قابل غور ہے۔ جیسے کہ مولانا رومؒ نے فرمایا:

نفس ما ہم کمتر از فرعون نیست ۔ لیکن او را عون بود ما را عون نیست

میرا نفس بھی فرعون سے کم نہیں ہے - یہ بھی دعوے دار ہے بات کا کہ میری ہی مرضی چلے گی میرا ہی حکم چلے گا ہاں یہ ضرور ہے کہ فرعون کے پاس لاؤ لشکر تھا اور اس نے زبان سے بھی دعویٰ کر دیا تھا کہ :

اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی

میرے پاس یہ چیزیں مہیا نہیں ہیں زبان سے تو کچھ نہیں کہتا لیکن واقعہ یہ ہے کہ جب میں اپنے دل میں جھانکتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ میرا نفس بھی فرعون سے کسی طرح کم تر نہیں ہے -

اس کے بعد ایمان بالآخرہ کے ضمن میں انکار کے دو درجوں کا ذکر کیا گیا - ایک درجہ ہے کھلے انکار کا - کھلی دہریت کھلی مادہ پرستی کھلا الحاد - آیۂ مبارکہ جو اس سورت میں وارد ہوئی ہے، اس اعتبار سے بڑی عجیب ہے کہ محسوس ہوتا ہے کہ اس دور کا جو دہریت کا نظریہ ہے وہ کل کا کل اس ایک آیت کے چند الفاظ میں سمو دیا گیا ہے - کہ وہ یہ کہتے ہیں -

وَقَالُوْا مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا یُهْلِکُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ج (آیت ۲۴)

"ہم کسی اور زندگی کو نہیں مانتے سوائے اس دُنیا کی زندگی کے اور ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ کوئی مارنے والا اور زندہ رکھنے والا ہے - ہم خود ہی زندہ رہتے ہیں اور خود ہی مر جاتے ہیں - اور ہمیں ہلاک کرنے والی چیز بھی گردش افلاک کے سوا اور کوئی نہیں ۔"

یہ تو گویا کہ کھلا انکار ہے اللہ کا بھی اور آخرت کا بھی - لیکن اس کے بعد ایک دوسرا درجہ بھی ہے کہ جس میں اگر ہم بنظر انصاف دیکھیں تو محسوس ہوگا کہ ہماری اکثریت بھی اسی سطح پر ہے...... اور وہ یہ ہے کہ ہم آخرت کا کھلا انکار تو نہیں کرتے بلکہ کسی درجہ میں یہ گمان رکھتے ہیں کہ شاید آخرت ہو-

إِنْ نَّظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ (آیت ۳۲)

"ہمیں گمان سا تو ہوتا ہے کہ شاید آخرت واقع ہو جائے لیکن ہمیں یقین نہیں ہوتا، ہمارا دل نہیں ٹھکتا۔" اس کا جو نتیجہ نکلے گا اس سورہ مبارکہ کے آخیر میں وارد ہوا ہے۔ لرزا دینے والا۔ قیامت کے دن فرمایا جائے گا۔

اَلْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ

(آیت ۳۴)

"آج ہم بھی تمہیں نظر انداز کر دیں گے جیسے کہ تم نے آج کی اس ملاقات سے اپنے دل کو اور اپنے دماغ کو دوسرے رُخ پر ڈالے رکھا۔ بھلائے رکھا اور اب تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے اور تمہارا یہاں کوئی مددگار نہیں ہوگا۔" اور اس پوری صورت حال کا اصل سبب کیا ہے؟

وَغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

"تمہیں دُنیا کی زندگی نے دھوکے میں مبتلا کئے رکھا۔" اللہ تعالےٰ ہمیں اس دھوکے سے نکلنے کی توفیق عطا فرمائے!

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا حَقِيْقَةَ الْاَشْيَآءِ كَمَا هِيَ

اے اللہ ہمیں اشیاء کی حقیقت دکھا جیسے کہ وہ فی الواقع ہیں۔

آمین یا رب العلمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(بقیہ - مولانا آزاد کے فلسفۂ عمرانیات میں ....)

عمل کے ذریعے قوموں کو اٹھائے اور انہیں بلند کرے گا اور یہی وہ کتاب ہے جس کے ترک و اعراض کی بدولت کسی کو ہلاکت میں ڈالے گا اور وہ تباہ و برباد ہو جائے گی۔